

## 228033 - شرکیہ اور کفریہ مسائل میں جمالت کے بطور عذر قبول ہونے کے شرعی دلائل

سوال

کیا کفریہ اور شرکیہ مسائل سے لاعلم شخص کا عذر قبول کیا جائے گا؟ میں جانتا ہوں کہ آپ نے ویب سائٹ پر یہ بیان کیا ہے کہ اس کا عذر مقبول ہے، لیکن میں تفصیلی طور پر ایسے دلائل جاننا چاہتا ہوں جن میں شرکیہ یا کفریہ مسائل میں جاہل شخص کا عذر قبول کرنے کی دلیل ہو۔

پسندیدہ جواب

کفریہ یا شرکیہ عمل کرنے والا شخص دو حال سے خالی نہیں ہو گا:

اول:

ایسا شخص غیر مسلم ہو چاہے وہ کسی دین کا قائل ہو یا لا دین اور ملحد شخص ہو

تو ایسی صورت میں وہ شخص کافر ہے، چاہے وہ علم رکھتا ہو یا جاہل ہو یا تاویل کرتا ہو، اس پر دنیا میں اسلامی احکامات لا گو نہیں ہوں گے، لہذا اس کے ساتھ کفار وال امعاملہ کیا جائے گا؛ کیونکہ یہ شخص تو اسلام میں بالکل بھی داخل ہی نہیں ہوا، تو ایسے شخص پر اسلام کا حکم کیسے لا گو ہو سکتا ہے؟ انه بھی وہ اپنی نسبت اسلام کی جانب کرتا ہے؟

البته آخرت میں یہ ہو گا کہ: اگر وہ جاہل ہے اور اسے اسلام کی دعوت بالکل نہیں پہنچی، یادِ دعوت تو اس کی اپنی زبان میں پہنچی لیکن وہ بھی اسلام کی مسخر اور تبدیل شدہ صورت تھی کہ جس کی بنا پر محبت قائم نہیں ہو سکتی تھی تو پھر ایسے شخص کے بارے میں آخرت کے روز کیا ہو گا اس کے متعلق طویل و عریض اختلاف ہے۔

اس کے بارے میں راجح ترین موقف یہ ہے کہ: قیامت کے دن اس کا امتحان لیا جائے گا؛ چنانچہ اگر وہ اطاعت گزاری کرے تو جنت میں داخل ہو جائے گا اور اگر نافرمانی کی تو جہنم میں جائے گا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے تفسیر میں:

"اور بہت سے ایسے آثار ملتے ہیں کہ جبے دنیا میں اسلام کا پیغام نہ پہنچا تو قیامت کے دن اس کی جانب میدانِ میشر میں ایک پیغمبر بھیجا جائے گا" انشی "مجموع الفتاوی" (17/308)

اس کے بارے میں پہلے بھی سوال نمبر: (1244) اور (215066) کے جواب میں تفصیل گزرنچی ہے۔

دوم:

کفریہ یا شرکیہ عمل کرنے والا انسان اسلام کا دعوے دار ہو اور واقعی اس میں اسلام کا وصف پایا بھی جائے، اعلانیہ طور پر اسلام کا اقرار کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل تصدیق بھی اعلانیہ کرے۔

تو اگر ایسا شخص لا علی کی بنا پر جماعت کی وجہ سے کوئی کفریہ کام کر لے تو اسے اس بنا پر کافرنہیں کہا جائے گا، اور اس وقت تک وہ اسلام کے وصف سے خارج نہیں ہو گا جب تک اس پر حجت قائم نہ ہو جائے اور اس پر دلالت واضح نہ ہو جائیں۔

شیخ عبدالرحمن سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ہر وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے، دونوں کی تصدیق کرتا ہے، دونوں کی اطاعت کی پابندی بھی کرتا ہے لیکن جماعت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے بعض احکامات کا انکار کر دے، یا اسے یہ علم ہی نہیں ہے کہ یہ تعلیمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں [اور وہ ان کا انکار کر دیتا ہے] تو اگرچہ اس کا یہ عمل اصل میں کفر ہے، اور یہ عمل کرنے والا کافر ٹھہرتا ہے، لیکن اس شخص کی جماعت اس کو کافر فرار دینے میں مانع آتی ہے، [جماعت کے مانع ہونے کیلئے] عقیدے یا فتنی مسائل میں فرق بھی نہیں کیا جائے گا، کیونکہ کفر کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی سب یا کچھ تعلیمات کا علم ہوتے ہوئے ہوئے انکار کر دیا جائے۔

اس سے آپ کو یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ رسول کا انکار کرنے والے مقلد کفار اور جماعات اور گمراہی کی وجہ سے رسول کی بعض تعلیمات کا انکار کرنے والے مومن کے درمیان کیا فرق ہے؟  
اس فرق میں ایمان کے مدعی شخص کا علم اور ہٹ دھرمی پر مبنی کفریہ عمل شامل نہیں" انتہی  
"(الفتاویٰ السعدیۃ" (ص: 443-447)

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کی بنا پر عذر قبول کرنا تمام کے تمام شرعی مسائل میں ہے، چاہے ان کا تعلق عقیدہ، توحید اور شرک سے ہو یا فتنی احکام سے۔

عقیدے کے مسائل میں مسلمان کا جماعت کی بنا پر عذر قبول کرنے کا ذکر متعدد شرعی دلائل میں موجود ہے، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں :

1- ایسی تمام شرعی نصوص جن میں خطا کار کا عذر قبول کیا گیا ہے، جیسے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے :  
(زبَّالاً لَّوْ أَخْذَهُمَا إِنْ لَّمْ يَنْهَا أَوْ أَخْطَلُهُمَا)

ترجمہ : ہمارے پورا دگار! اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں تو ہمارا مواغذہ مت فرمانا۔ [البقرة: 286] اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحیح مسلم (126) کی روایت کے مطابق فرمایا :  
(میں نے تمہاری دعا قبول فرمائی ہے)

اسی طرح : فرمان باری تعالیٰ ہے : (وَلَيَسْ عَلَيْكُمْ جَنَاحٌ فِيهَا أَخْطَاطٌ ثُمَّ إِنْ كُلُّنَا تَعْمَلُثُمْ فَلَوْ بَخْمٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا إِذَا جَنَاحَ)

ترجمہ : جن امور میں تم سے خطا ہو جائے اس میں تم پر گناہ نہیں ہے، تاہم جن میں تمہارے دل عمدًا خطا کریں [ان میں گناہ ہے] اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہیت رحم کرنے والا ہے۔ [الآحزاب: 5]

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : (بِشَّرَكَ اللَّهُ تَعَالَى نَفِيرِي امَّتَنَ سَخَطًا، بَحْوَلَ چُوكَ اور زَبَرَدَسْتِيَ كَرَوَانَتَے گَنَّةَ كَامَ مَعَافَ كَرَدِيَيْ ہیں)  
ابن ماجہ : (2043) اس حدیث کو ابانی نے حسن کہا ہے۔

تو ان تمام نصوص سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے بھی بھول کر یا لا علی کی وجہ سے شرعی حکم کی مخالفت کی تو وہ معاف ہے؛ کیونکہ خطا کار میں جاہل اور لا علم شخص بھی شامل ہے؛

کیونکہ ہر وہ شخص خطا کار ہے جو غیر ارادی طور پر حق بات کی مخالفت کر لے۔

شیخ عبدالرحمن سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"یہ [معافی] عام ہے اس میں وہ تمام اہل ایمان شامل ہیں جو غلطی سے کوئی عملی یا اعتقادی خطا کر بیٹھیں" انتہی

"الإرشاد إلى معرفة الأحكام" ص 208

ایسے ہی شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"بھالت بلاش و شبہ خطاکاری میں شامل ہوتی ہے، اس لیے ہم یہ کہتے ہیں : اگر کوئی انسان ایسا قولی یا فعلی کام کر لے جو کفر کا موجب ہے، لیکن اسے یہ نہیں معلوم کہ یہ کفر ہے، یعنی اسے شرعی دلیل کی روشنی میں علم نہیں ہے کہ یہ کام کفر ہے؛ تو اسے کافر نہیں کہا جائے گا" انتہی  
"الشرح المسمى" (14/449)

ایسے ہی شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا :

(زَيَّنَ لِأَلْفَاظِنَا إِنَّ رَسِيْنَا أَوْ أَخْطَابُنَا)

ترجمہ : ہمارے پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں تو ہمارا مواغذہ مت فرمانا۔ [البقرة: 286] اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا : (میں نے تمہاری دعا قبول فرمالی ہے) یہاں پر کسی ظنی یا قطعی مسئلے میں یقینی خطا کی تفریق نہیں فرمائی۔۔۔ چنانچہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کسی بھی قطعی یا ظنی مسئلے میں خطا کھانے والا شخص گناہ گار ہو گا تو ایسا شخص کتاب و سنت اور قدیم اجماع کی مخالفت کر رہا ہے" انتہی  
"مجموع الفتاوی" (19/210)

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا :

"میں ہمیشہ یہ کہا کرتا ہوں اور میرے ساتھ اٹھنے یہٹھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں کسی معین شخص کو کافر، فاسن یا گناہ کار کئے کا سخت خلافت ہوں اور اس سے روکتا ہوں، صرف ایک حالت میں [معین طور پر کافر ہونے کا حکم لکھتا ہوں جب] کہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص پر وحی کی محبت قائم ہو گئی ہے؛ کہ جس کی مخالفت کرنے پر انسان بسا اوقات کافر، تو بھی فاسن یا بعض حالات میں گناہ کار ہو جاتا ہے۔ اور میں یہ بات پہنچنی سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے خطاء ہونے والے گناہ معاف کر دیئے ہیں، اور خطاء ہونے والے گناہوں میں وہ اعمال بھی شامل ہیں جن کا تعلق خبری قولی [یعنی نظریاتی] اور عملی [یعنی فتنی] مسائل سے ہے" انتہی  
"مجموع الشتاوی" (3/229)

اسی طرح ابن العربي رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس امت میں سے جاہل اور خطا کار شخص کوئی کفریہ یا شرکیہ عمل بھی کر لے تو وہ پھر بھی کافر یا مشرک نہیں ہو گا؛ کیونکہ اس شخص کی جماعت اور خطا کاری اس وقت تک بطور عذر قبول کی جائے گی جب تک محبت اس کیلئے بالکل واضح طور پر عیا نہیں ہو جاتی [اور محبت اس طرح عیا ہو] کہ اس [جسمی واضح محبت] کا منحر کافر ہو جائے۔" انتہی، ان سے یہی بات قاسمی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر "محسنات و نکاح" (161/3) میں بھی نقل کی ہے۔

ایسے ہی شیخ عبد الرحمن بن تیمیہ معلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ہم نے اگرچہ سوال کی صورتوں میں سے کسی ایک کے بارے میں یہ بھی کہا ہے کہ : "غیر اللہ سے دعا کرنا غیر اللہ کی عبادت اور مشرک ہے۔" لیکن ہمارے اس جملے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ غیر اللہ سے کوئی بھی دعا نکلنے والا مشرک بھی ہو جائے گا، بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ وہ شخص مشرک ہو گا جس کے پاس غیر اللہ سے ناٹھنے ہوئے کوئی شرعی عذر نہ ہو، چنانچہ اگر کسی غیر اللہ کو پکارنے والے [کا کوئی شرعی عذر بنتا ہو تو عین ممکن ہے کہ] اس شرکیہ عمل کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ بندہ ہو بلکہ افضل اور سب سے مستقیم شخص بھی ہو سکتا ہے" انتہی  
"آثار شیخ عبد الرحمن بن تیمیہ" (826/3)

2-اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں پر محنت علم کے بعد ہی قائم ہوتی ہے اس بارے میں کتاب و سنت کی نصوص یہ ہیں :

جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

(وَنَّا لَّهُمَّ مَعْذِلَّيْنَ حَتَّىٰ تَبَغَّثَ رَسُولًا)

ترجمہ : اور ہم رسول محبوث کردیئے تک عذاب دینے والے نہیں ہیں۔ [الإسراء: 15]

اسی طرح ایک اور فرمان ہے :

(رَسُلًا بِشَرِّينَ وَمُنْذِرِينَ لَمَّا يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ يَقْدِرُ الرَّسُولُ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا)

ترجمہ : [ہم نے بھیجے] رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تاکہ لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ پر رسولوں کے بعد محنت نہ رہے، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ [النساء: 165]

اسی طرح یہ بھی ہے کہ :

(وَنَّا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلَمُ قَوْنَا يَقْدِرُ إِذْهَبُهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ) ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بدایت دینے کے بعد گراہ نہیں کرتا، یہاں تک کہ ان کیلئے تقویٰ اختیار کرنے کے ذرائع واضح فرمادیتا

ہے۔ [التوبہ: 115]

اس کے علاوہ اور بہت سی آیات میں جن میں یہ بات واضح ہے کہ محنت اسی وقت قائم ہوتی ہے جب تک مکلف کو علم نہ ہو جائے اور اس کیلئے واضح نہ ہو جائے۔

تو ان سب آیات میں یہ بات واضح ہے کہ : مکلف شخص سے اس وقت تک شرعی احکامات کی پابندی کا مطالبہ نہیں ہو سکتا جب تک اسے ان کا علم نہ ہو جائے، چنانچہ جب تک اسے علم نہیں ہے تو وہ معذور سمجھا جائے گا۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ "رَسُلًا بِشَرِّينَ وَمُنْذِرِينَ" آیت کے فوائد ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں :

"اس آیت میں عظیم ترین علمی فائدہ ہے کہ جہالت کی بناء پر عذر قبول ہو گا، یہاں تک کہ عقائد کے بارے میں بھی کیونکہ رسولوں کو عقائد اور فقہی احکام دونوں دے کر بھیجا جاتا ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص لا علم ہے اور اس کے پاس رسول کی تعلیمات نہیں پہنچنیں تو اس کے پاس اللہ کے ہاں عذر پیش کرنے کیلئے محنت موجود ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش کرنے کیلئے محنت اسی وقت موجود ہو گی جب اس کے پاس شرعی طور پر معقول عذر ہو گا" انتہی

"تفسیر سورۃ النساء" (2/485)

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"بندے پر احکامات اسی وقت لا گو ہوتے ہیں جب وہ خود ان احکامات کا ادراک کر لے یا احکامات اس تک پہنچ جائیں، چنانچہ جس طرح بندے کے ادراک سے پہلے احکامات اس پر لا گو نہیں

ہوتے تو بالکل اسی طرح اگر احکامات اس تک نہ پہنچ تو بھی اس پر احکامات لا گو نہیں ہوتے" انتہی

"بدائع الفوائد" (4/168)

اسیے ہی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب "الردو علی الانہائی" (ص: 206)۔ عذری کا تحقیق شدہ نسخہ۔ اس میں کہتے ہیں :

"ایسے ہی جو شخص غیر اللہ کو پکارے، غیر اللہ کا تھد کرے تو وہ بھی مشرک ہے، اس کا عمل کفر ہے، لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اس عمل کے شرک ہونے سے ناپلد ہو۔

جیسے کہ بت سے تا تاری اور دیگر لوگ جب اسلام میں داخل ہوئے تو ان کے پاس اون کے بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے بت تھے، یہ لوگ اسلام میں داخل ہونے کے بعد بھی ان کی تعظیم کرتے ان کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے، لیکن انہیں یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ یہ دین اسلام میں حرام ہے، اسی طرح کچھ آگلے کی پرستش کرتے تھے لیکن انہیں یہ علم نہیں تھا کہ یہ حرام ہے۔ لہذا یہ ممکن ہے کہ شرک کی بت سی اقسام نو مسلموں سے او جھل رہ جائیں اور انہیں معلوم ہی نہ ہو کہ یہ شرک ہے، تو ایسا شخص گمراہ کملائے گا، اس کا شرک یہ عمل باطل ہو گا تاہم اسے [مرتد کی] سزا نہیں دی جائے گی یہاں تک کہ اس پر محبت قائم ہو جائے، فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿فَلَا يُحِلُّ لِلَّهِ أَنْدَادًا وَّلَا هُنَّ تَعْلَمُونَ﴾.

ترجمہ : پس تم جانستہ بوجھتے ہوئے اللہ کا ہمسر مت بناؤ۔ [البقرة: 22] "انتی"

3- ایسی نصوص جن میں شرک یا کفر سرزد ہونے پر عذر قبول کیا گیا، ان میں درج ذیل نصوص شامل ہیں :

اول : اس شخص کا واقعہ جو اپنے آپ کو مرنے کے بعد جلانے کا حکم دیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کر رہا ہے۔

یہ واقعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا : (ایک شخص نے اپنے جان پر بہت ظلم ڈھانے تھے چنانچہ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا : جب میں مراجوں تو مجھے جلا کر پھر مجھے پیس کر جاؤ میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم ! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پکڑ دیا تو مجھے اتنا عذاب دے گا کہ کسی کو اس نے اس سے پہلے اتنا عذاب نہیں دیا ہو گا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گی، تو اللہ تعالیٰ نے زین کو حکم دیا اور فرمایا : اس آدمی کا جو حصہ بھی تمہارے پاس ہے اسے جمع کر دو، تو زین سے اسے جمع کر دیا اور وہ زندہ کھڑا ہو گیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا : تمہیں اس پر کس چیز نے آمادہ کیا؟

اس نے کہا : پروردگار اتیرے ڈر سے میں نے ایسا کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرمادیا) متفق علیہ

اب اس آدمی سے جوبات صادر ہوئی تھی یہ کفر اکبر ہے اس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے؛ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس انداز سے مرنے کے بعد زندہ نہیں کر پائے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت اسلام کی صفات میں سے واضح اور سب سے عیاں صفت ہے، بلکہ قدرت الہی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور الوبیت دونوں کیلیے لازم و ملزم ہے، قدرت کی صفت پروردگار کیلیے سب سے خاص صفت کامقاوم رکھتی ہے۔ لیکن اتنی اہم صفت کا انکار کرنے کے بعد بھی وہ کافر نہیں ہوا؛ کیونکہ اس کی لامعی کی بنا پر اس کا عذر قبول کیا گیا۔

اس حدیث کی شرح میں ابن عبد البر رحمہ اللہ کستے ہیں :

"علمائے کرام اس کے مفہوم کے مختلف مختلف آرائی کھٹتے ہیں؛ کچھ کستے ہیں کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت کا صحیح علم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کرنے پر قادر ہے۔ تو ان علمائے کرام کا یہ کہنا ہے کہ : جو شخص اللہ تعالیٰ کی کوئی ایک صفت سے نا بد رہے اور دیگر تمام صفات کو سمجھ کر ان پر ایمان رکھے تو وہ چند صفات سے نا بد ہونے کی بنا پر کافر نہیں ہو گا۔ نیز ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ : کافروں ہوتا ہے جو حق بات ماننے سے بہت وحیری کرے اس لیے لا علمی کی بنا پر انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔

یہ موقف متفق میں علمائے کرام اور انہی کے نقش قدم پر چلنے والے متاخرین کا بھی ہے۔ "انتی"

"التمہید للفی الموطأ من المعانی والأسانید" (42/18)

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کستے ہیں :

"اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک ہوتا کہ اگر اسے پیس کر اڑا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ نہیں کر سکے گا، بلکہ اس کا عقیدہ بن گیا کہ وہ دوبارہ زندہ ہی نہیں کیا جائے گا۔ یہ

بات تمام مسلمانوں کے ہاں مختلف طور پر کفر ہے؛ لیکن چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے نا بلد تھا، اور ساتھ میں اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے ایمان بھی رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اسی خوف کی بناء پر بخش دیا۔ "انتہی  
"مجموع الفتاویٰ" (3/231)

اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ :

"اس شخص نے یہ نظریہ بنایا تھا کہ اگر اس کی وصیت پر عمل کیا گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسمانی اجزاء اور صفات کو جمع نہیں کر سکے گا، یا اسے اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی قدرت کے بارے میں شک تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے زندہ نہیں کر سکے گا۔ یہ دونوں باتیں ہی کفر ہیں۔ اس سے وہ شخص کافر ہو جائے گا جس پر [اللہ تعالیٰ کی ان صفات کے بارے میں] جب تقامم ہو چکی ہو، لیکن چونکہ وہ اس صفت سے جاہل تھا اور اسے اتنا علم حاصل نہیں ہوا کاجس سے اس کی یہ جمالت زائل ہو جاتی نیز اس کے پاس اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایمان تھا، اللہ تعالیٰ کے احکامات، امر و نهى، وعدوں اور وعیدوں پر ایمان تھا اسی لیے وہ اللہ کے عذاب سے ڈرگیا [اور یہ انتہائی قدم اٹھایا] تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اسی خوف کی بناء پر بخش دیا۔

لہذا اگر کوئی شخص عقیدے کے بعض مسائل میں غلطی کر بیٹھے اور وہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، یہ عمل کرتا ہو تو وہ اس شخص سے کمتر نہیں ہو سکتا؛ تو اللہ تعالیٰ اس کی خطاب معاف فرمادے گا، یا اس کی حق پر عمل پیری میں کوتاہی کے مطابق سزا دے گا۔

لیکن معروف ایمان والے شخص کو محض غلطی کی بناء پر کافر کہ دینا بہت ہی سنگین اقدام ہے "انتہی  
"الاستقامة" (1/164)

اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسماء اور صفات ہیں جو کہ قرآن مجید میں اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں امت کو بیان کیے ہیں، اب جس شخص پر جب تقامم ہو چکی ہے اس کیلئے ان اسماء اور صفات کو رد کرنا ممکن نہیں؛ کیونکہ قرآن مجید نے انہیں بیان کیا ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ ثابت ہو چکے ہیں۔

لہذا اگر کوئی شخص اپنے اوپر جب تقامم ہو جانے کے بعد بھی ان کی مخالفت کرے [یعنی انہیں تسلیم نہ کرے] تو وہ کافر ہے۔ لیکن جب تقامم ہو جانے سے پہلے وہ شخص لا علی کی بناء پر معدود شمار ہو گا؛ کیونکہ اسماء اور صفات کا علم محض عقل سے حاصل کرنا ممکن نہیں ہے، نہ ہی غور و فکر اور سوچ و پچار سے ممکن ہے۔ لہذا ہم کسی کو بھی لا علی اور جمالت کی بناء پر اس وقت تک کافر نہیں کہتے جب تک اسے علم نہ ہو جائے "انتہی  
"سیر أعلام النبلاء" (10/79)

دوم : بنی اسرائیل کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ واقعہ :

اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کے بیان کرتے ہوئے فرمایا :

(وَجَاؤْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ النَّجْرَفَأَتَوْا عَلَى قَوْمٍ لَيَعْلُمُونَ عَلَى أَهْنَامٍ لَهُمْ قَاتُلُوا يَمِيَّا مُوسَى اجْلَنَنَا إِنَّا كَنَا لَهُمْ آلِيَّةٌ قَاتَلَنَا لَنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهِلُونَ \* إِنَّ هُؤُلَاءِ مُغْبَرًا يَمِيَّا فِيهِ وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ \* قَاتَلَ أَغْيَرَ اللَّهَ أَغْيَرُكُمْ إِنَّا وَهُوَ فَضْلُكُمْ عَلَى النَّاسِ لَمَّا يَرَوْنَهُمْ)

ترجمہ : اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر عبور کروایا تو وہ ایسی قوم کے پاس آئے جو کہ اپنے بتوں پر مجاور بن کر بیٹھتے تھے، قوم موسیٰ نے کہا : اے موسیٰ ! ہمارے لیے بھی ایسا ہی معبود بنادو جیسے ان کے معبود ہیں، تو موسیٰ نے کہا : تم یعنی اس جاہل قوم ہو \* بیشک یہ قوم جس حالت میں ہے تباہ ہونے والی اور جو یہ کر رہے ہیں یہ باطل ہے \* پھر فرمایا کہا : کیا میں اللہ کے علاوہ تمہارے لیے کوئی اور معبود تلاش کروں حالانکہ اس نے تمیں تمام جہان والوں پر فضیلت بخشی ہے۔ [الاعراف : 141-138]

تو اس آیت میں واضح ہے کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے ایک بت بنانے کا مطالبہ کیا تھا جس کی عبادت کے ذریعے وہ اللہ کا قرب حاصل کر سکیں؛ جیسے کہ ان مشرکوں نے عبادت کیلئے اپنے معبود بنار کھے تھے۔

ابن الجوزی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں کہتے ہیں :

"یہ ان کے بہت بڑے جاہل ہونے کی خبر ہے کہ انہوں نے اللہ کی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی غیر اللہ کی پرستش کو جائز سمجھ دیا" انتہی

"زاد المسیر" (2/150)

اسی طرح شیخ عبدالرحمٰن معلّمی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"موسیٰ علیہ السلام کے جواب سے عیاں ہے کہ اگرچہ انہوں نے اپنی قوم کی جالت پر مذمت فرمائی لیکن ان کے اس مطالبے کو ارتدا دشمن نہیں کیا، اس کی دلیل یہ ہے کہ قوم موسیٰ کا فوری موادخہ نہیں کیا گیا جیسے کہ پچھڑا بنانے پر ان کا فوری موادخہ ہوا تھا، تو گویا کہ - اللہ اعلم - انہیں نو مسلم ہونے کی وجہ سے معذور سمجھا گیا" انتہی  
"مجموع رسائل المعلّمی" (1/142)

سوم : ذات انواع کا واقعہ

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حنین کی جانب روانہ ہوئے تو ہم ایک بیری کے درخت کے پاس سے گزرے تو ہم نے کہا : "اللہ کے نبی ! ہمارے لیے بھی ایک ذات انواع بنادیں جیسے کہ کفار کا ذات انواع ہے، کفار اس بیری کے درخت پر اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے اور اسے آس پاس مجاور بن کر بیٹھتے تھے۔ یہ مطالبہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب سے فرمایا : (اللہ اکبر ! یہ تو وہی بات ہے جو نبی اسرائیل نے موسیٰ سے کی تھی : (اجعل لِنَا إِنَّا كَمَا أَنْتَ) ہمارے لیے بھی ایسے ہی معبود بنادو جیسے ان کے معبود ہیں، تم تو اپنے سے پہلے گز بجائے والے لوگوں کی راہ پر ہو) "ترمذی" (2180) نے اسے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا، اسی طرح امام احمد نے اپنی مسند (21900) میں اسے روایت کیا اور ابافی نے اسے صحیح قرار دیا۔

تو اس واقعے میں واضح ہے کہ نو مسلم افراد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شرک اکبر کا مطالبہ کیا کہ ان کیلئے بھی درخت سے تبرک اور تعلق بنانا جائز قرار دیا جائے جیسے کہ مشرک کیا کرتے تھے، اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس مطالبے کو نبی اسرائیل کے مطالبے سے شبیہ دی۔

محمد رشید رضا رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جن لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ بات کا مطالبہ کیا تھا وہ نو مسلم تھے اور عمد قریب میں شرک سے توبہ کی تھی، تو انہوں نے سمجھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو ہمارے لیے مقرر کر دیں گے وہ شرعی طور پر صحیح ہو گی اسلام سے متناہی نہیں ہو گی" انتہی  
اقتباس از تبصرہ بر : "مجموع الرسائل والسائل الجدیدۃ" (4/39)

اسی طرح شیخ عبدالرازاق عفیفی رحمہ اللہ سے مردوں کے بارے میں غلط نظریات رکھنے والے اور ان سے حاجت روائی کا مطالبہ کرنے والے قبر پستوں کے متعلق سوال کیا گیا تو شیخ محترم نے کہا :

"اگر ان پر حجت قائم ہو چکی ہے تو وہ اسلام سے مرتد ہیں، بصورتِ دیگر جمالت کی وجہ سے معذور ہوں گے جیسے کہ انواع کا مطالبہ کرنے والوں کو معذور سمجھا گیا" انتہی  
"فتاویٰ شیخ عبدالرازاق عفیفی" ص : 371

اسی طرح شیعہ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات کے بعد ہم سب کو یہ بات لازمی طور پر معلوم ہے کہ انہوں نے اپنی امت کو مردوں سے حاجت روائی کی اجازت نہیں دی، چاہے وہ فوت شد گا ان انبیا ہوں یا نیک لوگ یا کوئی اور، چاہے حاجت روائی کیلئے انہیں غوث کیسی یا کوئی اور لفظ بولیں، ان کی پناہ مانگیں یا کچھ اور کہیں۔"

اسی طرح بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کیلیے کسی بھی مرد سے یا زندہ شخص کو سجدہ وغیرہ کرنے کی اجازت نہیں دی، بلکہ ہم یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام امور سے منانعت فرمائی ہے، نیز آپ نے یہ بھی بتلا دیا کہ ایسے تمام امور اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے حرام کردہ شرک میں شامل ہیں۔

لیکن یعنی نبوت سے بعد زمانے میں جمالت کے غلبے اور علم نبوت کی کمی کے باعث لوگوں کی تغیر ممکن نہیں ہے، تا آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لائی گئی شریعت ان کیلیے واضح ہو جائے "انتی الرد علی البحری" (731/2)

اسی طرح شیعہ عبد الحسن العباد حفظہ اللہ کہتے ہیں :

"قبروں میں مدفنوں لوگوں سے مانکناں سے حاجت روائی اور مشکل کشانی چاہنا شرک اکبر ہے جو کہ دائرہ اسلام سے انسان کو خارج کر دیتا ہے۔"

اس عمل کو شرک اور کفر کہا جائے گا تاہم اس عمل میں ملوث ہر شخص کو کافر یا مشکل کشانی کہا جائے گا؛ کیونکہ اگر کوئی شخص جمالت کی بنا پر اس کام میں ملوث تھا تو وہ جمالت کی وجہ سے معدوز ہو گا، یہاں تک کہ اس پر محبت قائم ہو جائے اور محبت سمجھ لینے کے بعد بھی عناد کا مظاہرہ کرے تو پھر ایسی صورت میں اس پر کفر اور مرتد ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

قبر پرستی ایسے امور میں سے ہے کہ بہت سے لوگوں کو اس کے بارے میں بصیرت حاصل نہیں ہے خاص طور پر ایسے محال کے افراد جہاں پر قبروں کا احترام اور نیک لوگوں سے حاجت روائی کو صالحین سے محبت کے نام پر کیا جاتا ہو، جہاں پر اپنے آپ کو عالمِ قرار دینے والے لوگ ہی قبر پرستی میں پیش پیش ہوں اور مدفنوں شخصیات کو قرب الہی کا ذریعہ قرار دیں۔ "انتی کتب و رسائل علامہ العباد" (4/372)

چہارم : حدیثہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (اسلام ایسے ہی پر اتنا ہو جائے گا جیسے کہ پڑے کے نقش و نگار پر اسے ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ یہ بھی معلوم نہیں رہے گا کہ نماز، روزہ، قربانی اور زکاۃ کیا چیز ہوتی ہیں؟ اور کتاب اللہ ایک رات میں ایسی غائب ہو جاتے گی کہ اس کی ایک آیت بھی باقی نہ رہے گی، اور لوگوں کے چند گروہ ان میں سے بوڑھے مردا اور بوڑھی عورتیں باقی رہ جائیں گے، کہیں گے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو یہ کلمہ "الاہ الا اللہ" کہتے ہوئے پایا تھا تو ہم بھی یہی پڑھتے ہیں۔

توراوی صلہ نے حدیثہ رضی اللہ عنہ سے کہا : جب انہیں یہ نہیں معلوم ہو گا کہ نماز، روزہ، قربانی اور صدقۃ وزکاۃ کیا چیز ہے تو انہیں فقط یہ کلمہ "الاہ الا اللہ" کیا فائدہ پہچانے گا؟ تو حدیث رضی اللہ عنہ نے ان سے منہ پھیر لیا۔

پھر انہوں نے تین بار یہ بات ان پر دہراتی لیکن وہ ہر بار ان سے منہ پھیر لیتے، پھر تیسری مرتبہ ان کی طرف متوجہ ہو کر گویا ہوئے : صلہ! یہ بلکہ انہیں جہنم سے بچا لے گا، آپ نے یہ بات تین بار دہراتی۔

ابن ماجہ : (4049)، اس حدیث کو علامہ بوصیری نے "مصاحف النجاج" (2/291) میں صحیح کہا ہے نیز ابنی نے بھی اسے "سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ" (1/171) میں صحیح قرار دیا ہے۔

تو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس ایمان بھل یعنی عقیدہ توحید کا اقرار ہوگا، نیز انہیں اسلام کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہو گا مساوی زبانی اقرار کے جوانوں نے اپنے آباء سے سنایا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کرتے ہیں :

"بہت سے لوگ ایسی بھروسے یا وقت میں نشوونما پاتے ہیں جہاں علم نبوت میں سے بہت سی چیزیں مٹ چکی ہوتی ہیں، حتیٰ کہ وہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملنے والی کتاب و حکمت کی تبلیغ کرنے والا کوئی بھی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ایسی بہت سی باتیں وہاں کے لوگ نہیں جانتے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دے کر بھیجا ہوتا ہے اور نہ بھی وہاں پر اس کی تبلیغ کرنے والا کوئی ہوتا ہے، تو ایسے ماحول کا آدمی کافر نہیں ہو گا؛ اسی لیے ائمہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص کسی اہل علم سے دور دراز کے علاقے میں پر وان چڑھے اور وہ نو مسلم بھی ہو تو اس حالت میں کسی مشهور و معروف متواتر عمل کا انکار کر دے تو اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا یا جائے گا یا تک کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے آشنا نہ کر دیا جائے" انتہی

"مجموع الفتاویٰ" (11/407)

تو خلاصہ یہ ہوا کہ :

"ایسی جہالت جس کی بنا پر انسان کو معدور سمجھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان حق جانتا ہی نہیں ہے اور نہ ہی حق بات اس کے سامنے ذکر کی جاتی ہے تو ایسی جہالت کی بنا پر انسان کو غلطی پر گناہ نہیں ملتا اور نہ ہی اس غلطی پر مرتب ہونے والے احکام انسان پر لاگو ہوتے ہیں، نیز جہالت کی بنا پر غلطی کرنے والا شخص اگر مسلمان ہونے کا دعویدار ہو اور لالہ اللہ رسول اللہ کا اقرار کرتا ہو تو وہ مسلمان ہی شمار ہو گا [کافر نہیں ہو جائے گا] اور اگر وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے تو پھر اس کا تعلق دنیا میں اسی دین سے ہو گا جس کی طرف وہ اپنی نسبت رکھتا ہے۔

جبکہ آخرت میں اس کا معاملہ اہل فترة والا ہو گا، یعنی قیامت کے روز اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہو گا۔

اس طرح کے لوگوں کے بارے میں صحیح ترین موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا جیسے چاہے گا امتحان لے گا، چنانچہ ان میں سے جو طاعت کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ جنم میں جائے گا۔ انتہی

"مجموع فتاویٰ و رسائل شیخ ابن عثیمین" (128/2)

مزید کیلئے آپ سوال نمبر : (215338) کا جواب ملاحظہ کریں۔

اسی طرح ڈاکٹر سلطان عمری حفظہ اللہ کی کتاب : "إشكالية الإذار بما يحمل في البحث العقدي" کا مطالعہ بھی نہایت مفید ہو گا۔

واللہ اعلم.